OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN: 2071-8683; E-ISSN: 2707-0077
Volume 31, Issue, 1, 2026
http://alqalamjournalpu.com/

خودکشی کا نوجوانوں میں رجحان اور اس کا انسدادی اسلامی قانون

Suicidal Tendencies Among Youth and Its Prevention through Islamic Law

Dr. Muhammad Naeem Anwar
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies
Government College University, Lahore
Muhammad Ali Uzair
Phd Research Scholar, Department of Arabic and Islamic Studies
Government College University, Lahore

Abstract

KEYWORDS:

Youth Suicide, Islamic Jurisprudence, Prevention, Mental Health, Sanctity of Life.

This research article examines the growing trend of suicide among youth from both a social and legal perspective, primarily focusing on the preventive framework provided by Islamic Law. It explores how Islam views human life as a sacred trust (Amanah) and categorizes suicide as a forbidden act (Haram) based on Quranic injunctions and Prophetic traditions. The study identifies various psychological and socio-economic triggers, such as hopelessness, poverty, and unemployment, while highlighting the spiritual solutions offered by Islam to foster resilience and hope. By analyzing the penal codes alongside Sharia principles, the article concludes that a combination of legal deterrents and spiritual upbringing is essential to curb this phenomenon.

Date of Publication:
14-08-2026

CC BY NC ND

تمہید

نوجوان نسل کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی اثاثہ اور مستقبل کی معمار ہوتی ہے، لیکن دورِ حاضر میں بدلتے ہوئے سماجی رویوں اور نفسیاتی پیچیدگیوں کی وجہ سے اس طبقے میں خود کشی کا بڑھتا ہوا رجحان ایک سنگین المیہ بن چکا ہے۔ اسلام، جو کہ دینِ فطرت ہے، انسانی زندگی کو ایک عظیم نعمت اور رب کی عطا کردہ مقدس امانت قرار دیتا ہے۔ قرآن و سنت کی واضح تعلیمات نہ صرف خود کشی کو ایک حرام فعل اور سنگین جرم قرار دیتی ہیں، بلکہ ان تمام اسباب اور محرکات کا تدارک بھی کرتی ہیں جو انسان کو مایوسی کی دلدل میں دھکیلتے ہیں۔ آئندہ سطور میں نوجوانوں میں اس بڑھتے ہوئے رجحان کی وجوہات کا علمی جائزہ لینے اور اسلامی قوانین کے تناظر میں اس کے انسدادی حل پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

خود کشی کی ممانعت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۔(1)

"اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔"

خود کشی کے فعل کو باری تعالیٰ نے انسانی افعال میں سے فعل ممنوع اور فعل حرام قرار دیا ہے۔ اس فعل خود کشی میں مبتلا شخص اللہ کی نافرمانی اور معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔ خود کشی کے فعل کو اسلام نے ایک بہت بڑا جرم قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا جسم اور اس کی زندگی اس کی ذاتی ملکیت نہیں ہے اور نہ ہی اس کا جسم اور اس کی زندگی اس کا کوئی کسبی فعل ہے بلکہ اس کا یہ جسم اور اس کی زندگی رب کی عطا ہے اور اس کا یہ جسم اور یہ زندگی رب کی عطا کردہ امانت ہے اور انسانی زندگی رب کی عظیم نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے اور زندگی کی نعمت ہی انسان کی ساری نعمتوں کی جان ہے اور ان کی اساس و بنیاد بھی ہے۔ انسان کی سب نعمتوں کی عمارت اس نعمت حیات پر قائم ہے اور انسانی زیست انسان کو بطور امانت عطا کی گئی ہے اور وہ اس امانت میں خیانت نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی اس امانت کو ہلاکت کا شکار کر سکتا ہے۔ اس لیے اسلام نے تحفظِ جسم و جاں کا حکم دیا ہے اور تمام افرادِ معاشرہ کو اس حکم اسلامی کا پابند بنایا ہے کہ وہ ہر حال میں اس حکم کی حفاظت کو اپنی پہچان بنائیں۔ اسی بنا پر اسلام نے خود کشی کے تمام اسباب اور عوامل کے تدارک کی تعلیمات دی ہیں تا کہ انسانی زندگی اپنی پوری حفاظت اور توانائی کے ساتھ کارخانہ قدرت کے لیے مستقل کارآمد اور ہمیشہ مفید رہے۔ انسان اس زمین پر قوانین الٰہیہ کے مطابق اپنی زندگی کو آباد رکھے اور اس کو از خود ختم نہ کرے اور کسی طرح بھی خود کشی کا ارتکاب نہ کرے اور اپنی قیمتی متاعِ حیات کو کسی بھی وجہ سے تلف نہ کرے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں:

اسلام نے ہر انسان کو یہ خیال یہ سوچ یہ فکر اور یہ عقیدہ دیا ہے کہ انسانی زندگی اور انسانی موت کا مالک صرف اور صرف اللہ ہے۔ اسلام نے کسی بھی انسان کے ناحق مارنے کو ساری انسانیت کے مارنے اور اس کو قتل کرنے سے تعبیر کیا ہے تو اس صورت حال میں

قرآن راہنمائی کرتا ہے کہ نہ خود کو مارو اور نہ قوم کو مارو بلکہ اپنے ہاتھوں کو اپنی حفاظت بناؤ نہ کہ اپنے ہاتھوں سے خود کو ہی قتل کر ڈالو اس لیے فرمایا:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ االلّٰه يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔(2)

''اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور نیکی اختیار کرو، بے شک اللہ نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہے۔''

امام بغوی اس آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة کا معنی یہ ہے اراد به قتل المسلم نفسه(3)

ان کلمات کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان خود کشی نہ کرے اور کوئی بھی مومن خود کو از خود ہی قتل نہ کرے اور اسی حقیقت کو قرآن نے سورہ النساء میں بھی صراحتاً بیان کر دیا ہے۔ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ االلّٰه كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى االلّٰه يسِيْرًا۔(4)

''اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو، بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔ اور جو کوئی تعدّی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو ہم عنقریب اسے (دوزخ کی) آگ میں ڈال دیں گے،اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے۔''

اب اس آیت کریمہ میں لا تقتلوا انفسکم کے کلمات صریحاً اس حقیقت کو واضح کر رہے ہیں کہ خود کو خود ہی قتل نہ کرو اور اپنی جان کو آپ ہی نہ مارو، کسی وجہ سے بھی خود کشی کا ارتکاب نہ کرو۔اس لیے کہ تم اپنی جان کے مالک نہیں ہو، تم اس جان کے امین ہو اور اس جان کی امانت کی حفاظت کرو،اس کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچاؤ۔

اس لیے امام فخر الدین رازی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

ولا تقتلوا انفسكم يدل على النهى عن قتل غيره وعن نفسه بالباطل۔(5)

یہ آیت کریمہ واضح کرتی ہے کہ کسی شخص کو ناحق قتل نہ کرو اور نہ ہی خود کشی کرو۔ایک وقت میں قوم بنی اسرائیل سے بھی باری تعالیٰ نے یہ عہد لیا کہ تم لوگ دوسرے لوگوں کو قتل مت کرو اور آپس میں خون مت بہاؤ اور نہ ہی خود اپنی جانوں کو قتل کرو۔ قتل نفس کی ہر صورت سے باز آجاؤ مگر قوم بنی اسرائیل کی ساری تاریخ ہی اللہ کی نافرمانی اور عہد شکنی سے مملو ہے۔انھوں نے اس عہد کے باوجود قتل و غارت گری کا عمل جاری رکھا۔ حتیٰ کہ انھوں نے خود کشی کا فعل بھی شروع کر دیا جس کا ذکر قرآن سورہ البقرہ میں یوں کرتا ہے:

ثُمَّ اَنْتُمْ ہٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔(6)

''پھر تم ہی وہ لوگ ہو کہ اپنوں کو قتل کر رہے ہو۔''

خود کشی کا یہ فعل عدواناً تعدی کی بنا پر ہو گا یا ظلماً زیادتی و ظلم کی وجہ سے ہو گا۔اس فعل خود کشی کی سزا اور اس جرم کی عقوبت اور اس فعل بد کے مرتکب کے لیے عقاب و عذاب کا قرآن یوں کرتا ہے:

فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى االلّٰه يسِيْرًا۔(7)

"تو ہم عنقریب اسے (دوزخ کی) آگ میں ڈال دیں گے، اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے۔"

خود کشی کے فعل کے ذریعے بندہ اللہ کی شان رحیمیت اور شانِ رحمانیت کا انکار کرتا ہے، وہ اس کی شان رحمت و رافت اور مہربانی و کرم نوازی سے صرف نظر کرتا ہے۔ زندگی کے مسائل کے سامنے اپنی بے بسی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اللہ سے ان مسائل کو حل کرنے کی مدد و نصرت نہیں مانگتا ہے اور زندگی کی سب آزمائشوں کو اپنی جان پر لے لیتا ہے اور ان ابتلاؤں کو اپنے سامنے مشکلات کا پہاڑ تصور کرتا ہے اور ان آفات کا مقابلہ نہیں کرتا ہے اور ان حالات میں اللہ کی مدد و نصرت اور رحمت طلب کرنے کی بجائے مایوسی اور قنوطیت کا شکار ہو جاتا ہے اور اللہ کے سامنے اپنے ہاتھ دراز کرنے کی بجائے اپنے ہاتھوں سے جان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکة اپنی جان کو بچانے کے لیے جان دینے والے کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ خود کو خود ہی اپنی جان کا مالک بناتا ہے۔

باوجود اس کے اس کو اپنی جان کو ختم کرنے کا اختیار نہ تھا۔ اس لیے کہ جان کا دینا اور جان کا لینا یہ اختیار اللہ کو حاصل تھا اور اللہ کے ساتھ ہی مختص تھا اور یہ اللہ کے اختیار کو اپنا اختیار بناتا ہے۔ یہ اللہ کی شان ملکیت میں بندہ ہو کر تصرف کرتا ہے۔ یوں یہ بندہ ہو کر خدا بنتا ہے۔ یہی عمل شرک ہے اور یہی کفر ہے۔ اس لیے اپنی جان لینا فعل حرام ہے اور اس بنا پر اس فعل کا مرتکب دوزخ اور خود کو جہنم کا ایندھن بناتا ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات نے ہمیشہ خود کشی کی اسی وجہ سے حوصلہ شکنی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت مطہرہ اور اپنی سیرت طیبہ اور اپنی احادیث مبارکہ کے ذریعے بھی تمام انسانوں کو بالعموم اور تمام مسلمانوں کو بالخصوص خود کشی کے فعل سے بچنے کی تاکید کی ہے۔

خود کشی کی صورتیں:

خود کشی کی ہر صورت سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے۔ خواہ خود کشی کے جتنے بھی اسباب ہوں اور خود کشی کے جتنے بھی محرک و عوامل ہوں۔ ہر ایک سبب اور ہر ایک عمل سے بچنے کا طریقہ اور ضابطہ بھی دیا ہے۔ خود کشی کرنے والا جس بھی طریقے سے خود کو ختم کرے اور خود کو خود ہی مارے اور خود کو خود ہی قتل کرنے کا ارادہ کرے۔ اس کو سختی سے اس فعل حرام سے منع فرمادیا ہے۔ اس لیے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ

عن ابی ھریرة عن النبی قال من تردی من جبل فقتل نفسه فھو فی نار جھنم یتردی فیه خالدا مخلدا فیھا ابدا ومن تحسسی سما فقتل نفسه فسمه فی یده یتحساه فی نار جھنم خالدا مخلدا فیھا ابدا ومن قتل نفسه بحدیدة فحدیدته فی یده یجابھا فی بطنه فی نار جھنم خالدا مخلدا فیھا ابدا۔(8)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔ ہمیشہ آگ میں گرتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہیں رہے گا اور جس شخص نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ختم کیا تو وہ زہر دوزخ میں بھی اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے وہ دوزخ میں کھاتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہیں رہے گا اور

جس شخص نے اپنے آپ کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا تو وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہیں رہے گا۔"

اب اس حدیث مبارکہ نے تمثیلاً خودکشی کی تین صورتوں کا ذکر کیا ہے۔ خودکشی کرنے والا یہ بدنصیب انسان جس چیز سے دنیا میں خود کو ختم کرتا ہے۔ اسی کا عذاب اسے دوزخ میں بھی دیا جائے گا۔ وہی خودکشی کا عمل یہ دوزخ میں بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دہراتا رہے گا اور اسے عذاب جہنم میں ہمیشہ کے لیے گرفتار کیا جائے گا۔ اس خودکشی کی پہلی صورت کا ذکر کیا تردی من جبل فقتل نفسہ پہاڑ سے گر کر خودکشی کی دوسری صورت ومن تحسی سمافقتل نفسہ اس نے زہر کھا کر خود کو ختم کیا اور خودکشی کا ارتکاب کیا اور تیسری صورت ومن قتل نفسہ بحدیدۃ خودکشی کسی لوہے کی چیز تلوار، چھری، چاقو اور کسی ہتھیار سے کی۔ سب صورتوں کی سزا فی نار جہنم ہے اور جہنم میں ہمیشہ اسی سزا کو دہراتے ہوئے رہنا ہے۔ خالدا مخلدا فیھا ابداً کی کیفیت اور حالت میں رہنا ہے۔

اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک اور حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة عن النبی الذی يطمن نفسه انما يطحنها فی النار والذی يتقحم فيها يتقحم فی النار والذی يخنق نفسه يخنقها فی النار۔(9)

خودکشی کی مختلف اقسام اور طریقے:

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنی جان کو کوئی چیز چبا اور پیس کر ختم کر لیتا ہے تو وہ دوزخ میں بھی ہمیشہ اسی طرح خود کو ختم کرتا رہے گا۔ اسی طرح جو شخص اپنی جان کو گڑھے وغیرہ میں پھینک کر ختم کرتا ہے تو وہ دوزخ میں بھی ایسے ہی کرتا رہے گا اور جو شخص اپنی جان کو خود پھانسی دے کر ختم کرتا ہے تو وہ دوزخ میں بھی ایسے ہی کرتا رہے گا۔"

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں خودکشی کی ایک صورت خود کو کسی بطحن نفسہ چیز سے پیس دینا ہے اور خودکشی کی دوسری صورت، اپنے آپ کو يتقحم فيها، خود کو کسی گڑھے میں پھینک دینا ہے اور تیسری صورت خودکشی کی یہ ہے کہ خود کو یخنق نفسہ خود کو کسی چیز سے پھانسی دینا ہے، سب صورتوں میں اس فعل خودکشی کی سزا فی النار ہے۔ بلاشبہ زمانہ اور حالات بدلتے رہیں گے۔ زندگی کا سفر آگے کی طرف بڑھتا رہے گا، خودکشی کی صورتیں بھی وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ نئی سے نئی ظاہر ہوتی رہیں گی۔ خودکشی کی ان سب صورتوں کو یکجا اور جامع کرتے ہوئے اس حدیث مبارکہ میں واضح کیا گیا ہے:

عن ثابت بن الضحاک عن النبی قال ومن قتل نفسه بشی عذب به فی نار جهنم۔(10)

"حضرت ثابت بن الضحاک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی بھی چیز کے ساتھ خود کشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ اسی چیز کے ساتھ عذاب میں مبتلا رہے گا۔"

المختصر ان ساری قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کے ذریعے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جب کوئی شخص اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی کی شمع کو گل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا یہ عمل خود کشی کہلاتا ہے۔(11)

اسلام میں خود کشی کی ممانعت:

خود کشی کا فعل یہ قانوناً جرم ہے اور شرعاً حرام ہے۔ خود کشی کرنے والا اگر اپنے اقدام خود کشی سے بچ جائے تو اس پر یہ عمل قابل گرفت قانون بن جاتا ہے اور اس پر دفعہ 308 کے تحت تعزیرات پاکستان کی سزا لاگو ہوتی ہے اور یہ ایک سال قید بامشقت میں رہتا ہے۔ خود کشی اور اقدام خود کشی میں ایک انسان خود اپنی جان کو کسی خطرے کا شکار کرتا ہے اور اس جان کو کوئی نہ کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے۔ خود کشی کا مسئلہ کوئی نیا نہیں ہے۔ یہ انسان کے ساتھ ساتھ چلا آرہا ہے۔ خود کشی کا مسئلہ ہر درد مند انسان کو پریشان حال کرتا ہے۔ خود کشی کا فعل کسی بھی صحت مند اور درست ذہن کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے۔ اس عمل خود کشی کے ذریعے ایک انتہائی قیمتی جان ضائع ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ بھی حقیقت ہے کہ خود کشی کے حوالے سے تورات اور انجیل میں کوئی واضح ہدایت موجود نہیں ہے۔ اسلام دنیا کا پہلا دین و مذہب ہے جس نے خود کشی کے حوالے سے ایک واضح موقف اپنایا ہے کہ خود کشی کا فعل صریحاً حرام ہے اور اس کا مرتکب جہنمی ہے، اسلام نے ان تمام اسباب اور عوامل پر بھی توجہ دی ہے جو خود کشی کا باعث بنتے ہیں اور ان سب اسباب و عوامل کا تدارک کیا ہے۔ یہ اسلام کی روشن تعلیمات کا ہی اثر ہے کہ اسلامی معاشرے میں ایک عام آدمی اتنا زیادہ اپنی زندگی سے مایوس نہیں ہوتا ہے کہ وہ مسائل کا سامنا کرنے کی بجائے ان سے چھٹکارا پانے کے لیے خود کشی کے فعل کا ارتکاب کرے۔

بعض دیگر مذاہب دھرم اور بعض دیگر مذہبی راہنما خود کشی کی باضابطہ ترغیب دیتے ہیں۔ خود کشی کرنے والا کبھی اپنے جسم پر تیل چھڑک کر خود کو آگ لگالیتا ہے۔ یوں آگ میں جل کر اپنے جسم کو ختم کر لینا ہے۔(12)

جاپان والے خود کشی کو ایک باعزت اور ایک باوقار عمل تصور کرتے ہیں مگر یہ عزت بالائی طبقے کے لیے خاص ہے مثلاً جب کسی جرنیل کو شکست ہوئی تو اس نے خود کشی کر کے اپنی عزت اور وقار کو بحال کیا۔ اسی طرح عام زندگی میں کسی قبیلے خاندان کو اگر کبھی اجتماعی ذلت اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے تو اس پر بعض افراد جذباتی ہو کر خود کشی کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔ قرآن حکیم نے اس حوالے سے بادشاہوں کے طریقہ ظلم کو بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً۔(13)

"(ملکہ نے) کہا: بے شک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل و رسوا کر ڈالتے ہیں۔"

فاتح افواج جب کسی مفتوحہ شہر میں داخل ہوتی ہیں تو وہاں فتنہ و فساد برپا کرنے کے ساتھ ساتھ عزت داروں کی عزت کو ذلت میں تبدیل کر دیتی ہیں۔

تاریخ انسانی میں کبھی کبھار لوگ اپنے جھوٹے من ساختہ وقار کی خاطر بھی خود کشی کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی عزت کا ایک معیار بنایا ہوا تھا جب وہ اس معیار عزت سے محروم کیے گئے تو انھوں نے اس محرومی پر خود کشی کا ارتکاب کیا۔ کبھی انسان حالات کے جبر کے سامنے خود کو بے بس پاتا ہے اور صریح ظلم کے خلاف اٹھ کھڑا نہیں ہوتا ہے اور ظلم کا مقابلہ نہیں کر پاتا ہے اور ظالمانہ قوت کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے اور یوں خود کشی کا ارتکاب کر رہا ہوتا ہے۔

قرآن۔امید کی ایک کرن:

قرآن ایسی صورت میں حوصلہ شکن افراد کو حوصلہ افزائی کی تعلیم دیتا ہے اور مایوس افراد کو امید کی روشنی دیتا ہے اور حوصلہ چھوڑنے والوں کی ہمت افزائی کرتا ہے شخصی اور افرادی قوت کے ضعف کو خاطر میں نہ لانے کی تعلیم دیتا ہے۔افراد کے عدد و تعدد پر بھی انسانی عزم اور ارادہ کی قوت کو اسلام ترجیح اور فوقیت دیتا ہے۔اس لیے ارشاد فرمایا:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً م بِاِذْنِ اللهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔(14)

"کئی مرتبہ اللہ کے حکم سے تھوڑی سی جماعت (خاصی) بڑی جماعت پر غالب
آجاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے۔"

اس لیے فئۂ قلیل و فئۂ کثیرۃ سے کبھی بھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ کبھی بھی مغلوب ہونا چاہیے۔کمزور کو کبھی کسی طاقتور سے ڈرنا نہیں چاہیے۔محکوم کو اور کسی بھی حاکم کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔اس لیے کہ تعداد میں زیادہ اور قوت میں زیادہ فئۂ کثیرۃ کے لیے کوئی کامیابی نوشتہ دیوار نہیں ہے اور نہ ہی اس غم اور خوف میں کسی قسم کی خود کشی کی اجازت ہے۔پس جب انسان کے لیے واللہ مع الصابرین کی روحانی قوت و برکت شامل ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے ختم نہیں کر سکتی۔

انسان کے لیے دنیا کی سب سے بڑی طاقت اور سب سے بڑی قوت اور اس کا سب سے بڑا ذخیرہ عزت و عظمت اللہ کی ذات ہے۔ہر مسلمان و مومن کے لیے رسول اللہ ﷺ واسطے و وسیلے کے ذریعے اللہ کی ذات ہی اس کے لیے کافی شافی ہے۔اس لیے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔(15)

"اے نبی ﷺ آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان جنہوں نے آپ کی پیروی اختیار کر لی۔"

حسبک اللہ، ایک مسلمان مومن کا وظیفہ حیات ہے، اس کی حیات کی ساری توانائیوں کا مرکز و منبع ہے۔ اس کی زندگی کی ساری پریشانیوں کا حل اس میں ہے۔ اس لیے وہ زبان جو حسبی اللہ و نعم الوکیل کا ذکر کرتی رہتی ہے اور جو زبان حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ کا ورد کرتی رہتی ہے۔ وہ کبھی بھی زندگی کی مشکلات اور مصائب اور آفات و بلیات میں پریشان اور مایوس نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی ایسا ذاکر وجود اللہ کی کسی قسم کی نافرمانی و معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔ خوف خدا رکھنے والا ایسا انسان دشمن سے نہیں ڈرتا ہے بلکہ اپنے رب سے ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے۔ اس کے لیے دشمن کی کثرت و قوت بھی رب کی رحمت اور رب کی مدد و نصرت کے سامنے کوئی چیز نہیں ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس لیے اللہ کی مدد و نصرت قلیل کو کثیر پر غالب کر دیتی ہے۔

اہلِ ایمان کے لیے وعدہ:

اسی لیے اہل ایمان کے لیے اپنی انفرادی حیات میں اور اپنی قوی حیات میں اللہ کی طرف سے یہی وعدہ ہے۔

اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَ نَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ۔(16)

"اگر تم میں سے (جنگ میں) بیس (۲۰) ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو سو (۲۰۰ جنگ جُو کفار) پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے (ایک) سو (ثابت قدم) ہوں گے تو (جارِح) کافروں میں سے (ایک) ہزار پر غالب آئیں گے اِس وجہ سے کہ وہ (اُلوہی رازوں کی) سمجھ نہیں رکھتے۔"

پھر اس عدد میں تھوڑی تخفیف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللُّٰه عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اِللهِ وَاللُّٰه مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔(17)

"اب اللہ نے تم سے (اپنے حکم کا بوجھ) ہلکا کر دیا اسے معلوم ہے کہ تم میں (کسی قدر) کمزوری ہے سو (اب تخفیف کے بعد حکم یہ ہے کہ) اگر تم میں سے (ایک) سو (آدمی) ثابت قدم رہنے والے ہوں (تو) وہ دو سو (کفار) پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے (ایک) ہزار ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار (کافروں) پر غالب

آئیں گے، اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (یہ مومنوں کے لیے ہدف ہے
کہ میدانِ جہاد میں ان کے جذبہ ایمانی کا اثر کم سے کم یہ ہونا چاہیے)۔"

اب یہ حالت حرب ہے جان کا جان سے مقابلہ ہے۔ ایک جان دوسری جان کو لینا چاہتی ہے۔ ایک جان دوسری جان کو ختم کرنا چاہتی ہے اور ایک جان دوسری جان کو قتل کرنا چاہتی ہے۔ فرمایا اس صورت حال میں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنے رب پر ایمان رکھتے ہوئے دشمن سے خوب مقابلہ کرو اور جنگ کی ہر حالت میں صبر کو اپنا ہتھیار بنالو غلبہ اور فتح تمھارا مقدر ہوگی۔

اسوۂ حسنہ سے مثالیں:

بشرطیکہ تم راہ حق میں ثابت قدم رہے اور ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور اس کی طرف سے آنے والی تمام مصیبتوں پر صبر کرتے رہے اور اس کے تمام حملوں کا جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ رب کی مدد ہوتی ہے۔ جب تک یہ واللہ مع الصابرین اور ان اللہ مع الصابرین کی کیفیات اور جذبات سے مملو رہتے ہیں۔ اللہ کی مدد ان پر نازل ہوتی رہتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیرت و شخصیت کے ذریعے اپنی امت کو یہی تعلیم دی ہے کہ دشمن کی تکلیف واذیت کا مقابلہ کرو۔ اس پر خود کشی کے حرام فعل کا ارتکاب نہ کرو۔ آپ ﷺ کو مکہ میں ستایا گیا اور آپ کے لیے مکہ کی زمین تنگ کر دی گئی اور آپ کے قتل کے ارادے سے دشمن نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس عالم میں بھی رسول اللہ ﷺ نے صبر کیا اور اپنے حوصلے کو قائم رکھا اور رب کی مدد و نصرت پر ایمان رکھا اور اپنے حوصلے کو نہ ہارا اور نہ اس کو توڑا۔ باری تعالیٰ نے دشمنوں کے نرغے سے آپ کو بچایا اور آپ ﷺ شہر مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آباد ہوئے تو دشمن نے وہاں بھی جنگوں پر جنگیں مسلط کیں تاکہ آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ختم کر سکے مگر اللہ کی مدد نے ہر پل آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب کو سنبھالا۔ حتی کہ فتح مکہ کی صورت میں آپ کو دشمن پر غلبہ دیا اور آپ نے اس وقت دشمن کے ساتھ دشمن والا سلوک نہیں کیا بلکہ دوستوں والا سلوک کیا اور سب دشمنوں کو معاف کر دیا اور سب کو دنیا میں حقیقی دوست اور اپنا رفیق کار بنالیا۔ اسی طرح خود کشی کا ایک سب سے بڑا عمل، ناگوار اور سخت حالات کا مقابلہ بھی ہے جو لوگ ناروا، سخت، شدید اور ظالمانہ حالات کا مقابلہ نہیں کرتے ہیں وہ حالات کے جبر کے سامنے بے بس ہو کر خود کشی کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔ ہمیں اسوہ حسنہ اور اسوہ صحابہؓ یہی راہنمائی دیتا ہے کہ ہماری زندگی کے حالات

کتنے ہی دگرگوں کیوں نہ ہو جائیں اور کس قدر شدید اور جان لیوا ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ہم صراط مستقیم پر ڈٹے رہیں کبھی بھی حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے خودکشی کا ارتکاب نہ کریں۔ہمیں ایسی صورت حال میں حضرت بلال حبشیؓ اور حضرت خبیبؓ کی زندگیوں اور ان کے حالات کا تصور کرنا چاہیے۔کس طرح حضرت بلالؓ کو تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا گیا اور کس قدر حضرت خبیبؓ کو شدید اذیت رسانی میں مبتلا کیا گیا مگر انھوں نے آخری سانس تک اپنے موقف میں کوئی تبدیلی نہ کی۔اسلام پر چٹان کی طرح ثابت قدم رہے۔سارے خوفناک حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے ڈٹے رہے۔ہر مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔اسلام یہی تعلیم اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے کہ حالات کا خوب مقابلہ کروان کے آگے عاجز نہ آؤ اور نہ ہی اپنے ہتھیار ڈالو۔اس لیے کہ یہ عمل ایک مسلمان کی شایان شان نہیں ہے۔(18)

اسلام میں قربانیوں کی مثال:

اسلام حالات کے جبر کے سامنے عزیمت کا اور ڈٹ جانے کا سبق دیتا ہے۔ان حالات کی سنگینی کا مقابلہ کرنے کی ترغیب وتاکید کرتا ہے۔دشمن اسلام ابو جہل کو غزوہ بدر میں قتل کرنے والے نوعمر معاذ و معوذ مجاہدوں میں سے جب ایک کا ایک ہاتھ کٹ گیا تو اس نوجوان نے اپنے لٹکتے ہوئے بازو کو پیر کے نیچے دبا کر اپنے تن سے جدا کر دیا مگر دشمن اسلام کے خلاف جنگ کو نہ چھوڑا۔حتیٰ کہ اسے دو لخت کیا اور جہنم واصل کیا۔اسلام کسی بھی مسلمان کو اس کی زندگی میں کبھی بھی مایوسی نہیں دیتا ہے۔اگر پھر بھی مایوسی آجائے تو اس کو کبھی بھی خودکشی کی طرف نہیں بڑھنے دیتا بلکہ وہ اس کی مایوسی کا علاج خدا کی رحمت سے کرتا ہے۔

باری تعالیٰ کا اعلان رحمت،ہر مایوس،ہر گنہگار،ہر پریشان حال اور ہر غمزدہ،ہر دکھ کے مارے اور ہر رنج گزیدہ اور ہر زمانے کے ٹھکرائے ہوئے مظلوم کے لیے ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔(19)

"تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔"

یہ اعلان ہی انسان کو خودکشی سے بچائے ہوئے اور سنبھالے ہوئے ہے اور اس کا خودکشی کا ارادہ خود تہذیبی اور خود کی حفاظت میں بدل جاتا ہے اور خودکشی کی فکر کو توڑتے ہوئے خود کو سربلند کرنے کی فکر کو اپنا لیتا ہے۔

بسا اوقات انسان دشمن کی دہشت بربریت بے پناہ ظلم اور اذیت رسائی کی بنا پر بھی خودکشی کا ارتکاب کرلیتا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور اس بنا یہ دشمن کی طرف سے

مسلط شدہ مصیبت، آفت اور جارحیت کبھی بھی خود کشی جیسے حرام فعل میں اسے مبتلا نہیں کر سکتی ہے بلکہ دشمن سے مقابلے کے وقت ایمان کی قوت اور ایمان کی طاقت ایک مسلمان میں بے پناہ اور بے حساب بڑھ جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ایک موقع پر جنگ سے قبل اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے الوداعی ملاقات کے لیے گئے تو ماں نے ان کو گلے سے لگایا اور محسوس کیا کہ انھوں نے قمیض کے نیچے کوئی زرہ پہنی ہوئی ہے۔ ماں نے کہا کیا تم دشمن سے اتنا زیادہ ڈرتے ہو۔

حضرت عبداللہؓ نے کہا میں دشمن سے اور مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں البتہ مجھے صرف یہ خدشہ ہے کہ مجھے قتل کر کے دشمن میری لاش کو مسخ کرے گا۔ ماں نے کہا۔ عبداللہؓ بکری جب ذبح ہو جائے تو پھر اس کے خواہ کباب بنائے جائیں یا اس کا صرف شوربہ بنایا جائے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ واہ کیسی مائیں تھیں جن کے جذبہ شجاعت سے اسلام کی روشنی سارے عالم میں پھیلی ہے۔(20)

اسلام میں جان کی حفاظت:

اسلام یہاں تک اپنے ماننے والوں کو تعلیم دیتا ہے کہ اگر کسی مفتوحہ علاقے میں کسی مسلمان عورت کے گھر میں دشمن گھس آئے ہیں اور وہ اس کو بے آبرو کرنا چاہیں تو اسے چھت سے چھلانگ لگانے اور کنویں میں کود جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ اپنی عصمت وآبرو کی حفاظت کے لیے چھری لے کر یا کسی بھی اوزار کے ذریعے اس پر حملہ آور ہو جائے اور یوں اپنی عزت اور اپنی ناموس کی حفاظت کرے اور دشمن کے ہتھیاروں سے مجروح ہو کر مرنا اس میں اس کی عزت ہے۔ بنسبت اس کے کہ دشمن مسلمان عورت کو بھیڑ اور بکری سمجھ کر اس کی عزت وآبرو کو پامال کرتا پھرے۔ ایک جری اور بہادر مسلمان عورت کا یہ کردار سب مسلمان عورتوں کا کردار بن کر سب کی حفاظت کردار کا ذریعہ بن جائے گا۔(21)

خود کشی کی وجوہات:

کبھی کوئی نوجوان ریل کی پٹڑی میں خود کو کٹوا کر خود کشی کر لیتا ہے اور کبھی کوئی کسی چلتی ہوئی گاڑی اور ٹرک کے ٹائر میں خود کو خود ہی کچل دیتا ہے۔ کبھی کوئی غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر خود کشی کر لیتا ہے، کبھی کوئی مسلسل بیروزگاری سے بیزار ہو کر خود کشی کر لیتا ہے۔ کبھی کوئی اولاد کی کفالت نہ کر سکنے کی وجہ سے خود کشی کر لیتا ہے اور

کبھی کوئی کسی کے ظلم کی وجہ سے خود کشی کرلیتا ہے، کبھی کوئی جوان بیٹی کی عصمت وآبرو کے پامال ہونے پر خود کشی کرلیتا ہے اور کبھی کوئی فاترالعقل مخبوط الحواس، بے کار، آوارہ اور بھٹکا ہوا نوجوان اپنے مستقبل سے مایوس ہو کر خود کشی کا ارتکاب کرتا ہے۔ کبھی کسی کو اس کا مذہبی جنون خود کشی پر مجبور کردیتا ہے اور کبھی کسی نوجوان کو مسلسل احساس شرمندگی اور متواتر احساسِ گناہ اور لگاتار مستقبل کی ذلت ورسوائی خود کشی پر مجبور کردیتی ہے۔

کوئی قرضوں اور قرضوں کے بوجھ میں دب کر خود کشی کرلیتا ہے۔ کسی کی زندگی کی مسلسل ناکامی اسے خود کشی کی جانب لے جاتی ہے۔ کبھی کوئی نوجوان اپنے جذبات اور اپنے احساسات میں جنونی کیفیت پیدا کرلیتا ہے اور ان کے مجروح ہونے پر اپنے سر پر پستول رکھ کر خود کو ختم کرلیتا ہے۔ کبھی کوئی نوجوان اپنی آرزو کی ناکامی پر بلند میناروں سے چھلانگ لگا کر خود کشی کرلیتا ہے۔ کبھی کوئی خطرناک کھیل اور سواری کے ذریعے خود کو ختم کرلیتا ہے۔ کبھی بعض شریر نوجوان اپنی موٹر سائیکلوں اور اپنی گاڑیوں کے انتہائی عجیب اور خطرناک کرتب دکھا کر غیر ارادی طور پر خود کو ہلاک کر رہے ہوتے ہیں۔

کچھ ایسے احمق نوجوان بھی ہوتے ہیں جو کہتے ہیں دنیا میں ہم اپنی مرضی سے نہیں آئے ہیں اور اب یہاں سے جانے کا فیصلہ ہم اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور یوں وہ خود کشی کا ارتکاب کرتے ہیں، کبھی کوئی خود کو بجلی کے جھٹکے لگا کر ختم کرلیتا ہے۔ کبھی کوئی ریل سے گر کر یا ریل کی پٹڑی میں لیٹ کر خود کو مار لیتا ہے، کبھی کوئی رسی گلے میں ڈال کر خود کو پھندا لگا لیتا ہے۔ کبھی کوئی نشے میں ڈوب کر خود کو ہلاک کرلیتا ہے۔

غرضیکہ خود کشی کے ان سارے طریقوں کے پیچھے اس کے کچھ محرکات اور عوامل بھی ہوتے ہیں۔ کبھی اس خود کشی کا سبب کوئی غمِ حیات بنتا ہے، کبھی کوئی مایوسی و قنوطیت سبب بنتی ہے۔ کبھی مذہبی جنونیت سبب بنتی ہے، کبھی خود کشی کرنے والا اپنے گھر والوں کو اور اپنے دوستوں کو کسی محرومی کا احساس دلا رہا ہوتا ہے۔ کبھی کوئی دلی صدمہ سبب بنتا ہے، کبھی کسی سے بدلہ لینے میں ناکامی سبب بنتی ہے، کبھی نفسیاتی مرض سبب بنتا ہے کبھی کوئی غم دنیا ہی اس کی خود کشی کا سبب بنتا ہے، کبھی کسی کا دماغی مرض میں مبتلا ہونا بھی خود کشی کا سبب بنتا ہے۔ کبھی کسی کی بیزاری اور تنہائی خود کشی کا سبب بنتی ہے۔

کبھی کسی کی مجرمانہ ذہنیت اسے خود کشی پر مجبور کرتی ہے۔ کبھی مایوسی سے جارحیت پیدا ہوتی ہے اور یہ جارحیت بھی خود کشی کا سبب بن جاتی ہے۔ کبھی کسی چیز کی امید ٹوٹ جانا خود کشی کا باعث بنتی ہے، کبھی زندگی میں مسلسل ذلت و خواری خود کشی کا سبب بنتی ہے۔

قرآن وسنت میں خودکشی کی ممانعت:

غرضیکہ خودکشی کے جتنے بھی اسباب و محرکات ہوں اسلام ہر حال میں خودکشی کے فعل کو حرام قرار دیتا ہے اور سختی سے اس سے منع کرتا ہے۔تب ہی خودکشی سے روکنے کے لیے قرآن کہتا ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔(22)

"اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

کبھی قرآن کہتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔(23)

"خود کو خود کبھی قتل نہ کرو۔"

کبھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت و حدیث کے ذریعے خودکشی سے سختی سے منع کیا ہے کہ جس چیز کے ذریعے دنیا میں خود کو تم ختم کروگے اسی کے ذریعے دوزخ میں خود کو عذاب دیتے رہوگے۔

ومن قتل نفسه بشئ عذب به فی نار جہنم۔(24)

کبھی فرمایا خودکشی کرنے والے کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے۔

فی نار جہنم خالدا مخلدا فیها ابدا۔(25)

کبھی فرمایا: خودکشی کرنے والے پر جنت حرام ہے۔

حرمت علیه الجنة۔(26)

ہمیں اپنے معاشرے سے خودکشی کے ہر سبب، ہر عمل اور اس کی ہر وجہ کو ختم کرنا ہوگا تاکہ معاشرے کا کوئی بھی فرد خودکشی نہ کرے حتیٰ کہ کوئی غریب بھی خودکشی نہ کرے اور نہ کوئی امیر خودکشی کرے۔اس لیے کہ یہ فعل حرام ہے نہ غربت اس کا جواز ہو سکتی ہے اور نہ امارت کے مسائل اس کا سبب ہو سکتے ہیں۔اس موضوع پر کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

غریب شہر تو فاقے سے مر گیا عارف
امیرِ شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی

خلاصہ کلام:

جب ہم خودکشی کو اس کے عوامل اور اس کے مروج معاشرتی طریقوں کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کبھی کسی فرد کو معاشرے سے انصاف نہیں مل رہا ہوتا ہے تو وہ مایوس ہو کر خودکشی کر لیتا ہے اور اپنے اس

خودکشی کے عمل کے ذریعے لوگوں پر اپنے موقف کی سچائی ثابت کرتا ہے اور معاشرتی ظلم و ستم کو بے نقاب کرتا ہے۔ کبھی خودکشی کرنے والا زہر پی لیتا ہے اور کبھی وہ خود کو خود ہی پھانسی دے لیتا ہے۔ کبھی کوئی خطرناک ادویات کثرت سے کھا کر اپنی جان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ کبھی کوئی نیند کی گولیاں کثیر تعداد میں کھالیتا ہے اور ان کے ذریعے خود کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

کبھی کوئی نوجوان اپنی دلی مراد پوری نہ ہونے پر خود کو گولی مار کر ختم کرلیتا ہے اور کبھی کوئی اپنا گلا کاٹ کر اپنی جان خود لے لیتا ہے۔ کبھی کوئی دریا اور نہر میں کود کر خودکشی کا ارتکاب کرتا ہے اور کبھی کوئی اونچی بلڈنگ سے چھلانگ لگا کر خودکشی کا مرتکب ہوتا ہے۔ کبھی کوئی سمندر میں ڈوب کر اپنی جان ختم کرتا ہے۔ کبھی کوئی شیروں اور مگرمچھوں کے سامنے کود کر خود کو مار لیتا ہے، کبھی کوئی منشیات اور شراب کی بہت زیادہ مقدار استعمال کر کے اپنی جان ختم کرلیتا ہے اور کبھی کوئی کیمیاوی زہر سے اپنی جان کو ٹھکانے لگالیتا ہے اور کبھی کوئی زہریلی گیس کا خود کو شکار کر کے اپنی جان کو انجام تک پہنچا دیتا ہے۔

کبھی کوئی اپنے گلے کو پھندا لگا کر مر جاتا ہے، کبھی کوئی آگ میں کود کر خود کو جلا لیتا ہے۔ کبھی کوئی خود ہی تیز دھار آلہ استعمال کر کے اپنی جان کو نشان عبرت بنالیتا ہے۔ کبھی کوئی تلوار کو اپنے سینے میں گاڑھ کر خود کو نیست و نابود کرلیتا ہے۔ کبھی کوئی آتشی اسلحہ کے ذریعے اپنا قصہ تمام کر دیتا ہے، کبھی کوئی خود کو خودکش بمبار کی صورت میں ختم کرلیتا ہے اور کبھی کوئی خود کو اور دوسروں کو بھی دھماکہ خیز مواد اور بم بلاسٹ کے ذریعے ختم کرلیتا ہے۔ کبھی کچھ احمق و نادان نوجوان اپنا ناجائز مطالبہ منوانے کے لیے اپنی جان کا خاتمہ کر لیتے ہیں، کبھی کوئی کسی جرم اور گناہ کی سزا میں خود کو خود ہی ختم کرلیتا ہے۔ کبھی کوئی نوجوان پسند کا رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے خودکشی کرلیتا ہے۔

حوالہ جات

1. النساء،29:4
2. البقرہ،195:2
3. بغوی، الحسین بن مسعود، محی السنہ ابو محمد، معالم التنزیل، دار الطیبہ، الریاض، 418:1
4. النساء،29:4،30
5. رازی، محمد بن عمر، فخر الدین، التفسیر الکبیر، مکتبہ علوم اسلامیہ، لاہور، 57:10
6. البقرہ،85:2
7. النساء،30:4
8. بخاری، الصحیح، کتاب الطب، باب شرب السم والدواء، 2179:5، رقم 5442
9. بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، 459:1، رقم الحدیث 1299
10. بخاری، الصحیح، کتاب الادب، باب من اکفر اخاہ، 2264:5
11. سیدہ سعدیہ غزنوی، نبی اکرم بطور ماہر نفسیات، الفیصل ناشران وتاجران کتب، ص 171
12. سیدہ سعدیہ غزنوی، نبی اکرم بطور ماہر نفسیات، الفیصل ناشران وتاجران کتب، ص 177
13. النمل،34:27
14. البقرہ،249:2
15. الانفال،64:8
16. الانفال،65:8
17. الانفال،66:8
18. سیدہ سعدیہ، غزنوی، نبی اکرم بطور ماہر نفسیات، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، ص 181
19. الزمر،53:39
20. سیدہ سعدیہ غزنوی، نبی اکرم بطور ماہر نفسیات، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، ص 181
21. سیدہ سعدیہ غزنوی، نبی اکرم بطور ماہر نفسیات، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، ص 182
22. البقرہ،195:2

23. النساء،4:29

24. بخاری،الجامع الصحیح، کتاب الادب باب من اکفر اخاہ،5،2264

25. بخاری،الصحیح، کتاب الطب باب شرب السم والدوار،5،2179،رقم5442

26. بخاری،الصحیح، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل،3:1272،رقم3276